

علماء کا اصل مقام

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ
بانی: دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثة الانبیاء۔ (الحديث)
حضور ﷺ نے فرمایا علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

محترم بزرگو! علماء کا اونچا مقام ہے خاص کر امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام و تحیہ کے علماء کا جو حضور ﷺ کے ارشاد علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں اور وارث کو وہ چیز میراث میں ملتی ہے جو مورث کے پاس ہو۔ دولت جس نے حاصل کی وہ قارون کا وارث بنا، سلطنت اور حکومت تو فرعون، ہامان، ثلحہ اور موسیٰ کو بھی ملی۔ اگر کسی نے صرف یہ چیزیں حاصل کیں تو ان کی میراث کو پالیا، مگر وہ پیغمبر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فداہی و امی نے ایسے حالات میں مکہ مکرمہ میں حق کی آواز بلند کی، کفار لالچ دیتے رہے، حضرت ابوطالب کے پاس جا کر شکایت کرتے، حضور ﷺ اپنے چچا کو کہتے کہ میری وجہ سے قوم کا بوجھ نہ اٹھائیں، میں اللہ کے بھروسے اور اعتماد پر کھڑا ہوں اور اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی رکھ دیں اور کہہ دیں کہ ایسی راہ اختیار کر لوں جو ذرا سی بھی اعتدال سے ہٹی ہوئی ہو تو ہرگز نہ کر سکوں گا۔

﴿فل ما یكون لى ان ابدله من تلقاء نفسى ان اتبع الا ما یوحى الی﴾ مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ دین کی کسی بات کو اپنی مرضی سے تبدیل کر سکوں میں تو اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر آتی ہے۔

پھر اس امت نے حضور کے ایسے نمونوں اور اصولوں کو اپنا کر قرآن و سنت کی برکت سے قیصر و کسریٰ کی سلطنت ختم کی، تو اولین امت کی اصلاح جن طریقوں سے ہوئی انہی طریقوں سے ہماری حالت بھی بدل سکتی ہے۔ انہوں نے کالج اور یونیورسٹیاں نہیں پڑھیں تھیں کارخانے نہ تھے، بدر میں چند تلواریں اور چند کمان مسلمانوں کا سارا اثاثہ تھے۔ مگر ان کے جذبات یہ تھے کہ حضور ﷺ نے جب بدر میں رائے معلوم کرنا چاہی کہ تم صرف ۳۱۳ ہو کفار تمام

السلام ہیں، کیا خیال ہے ان سے مقابلہ ہو جائے یا نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ، ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں کہ آپ کو کہہ دیں کہ ﴿اذهب أنت وربك فقاتلا إنا ههنا قاعدون﴾ (تو اور تیرا رب جا کر لڑے ہم تو یہاں ہی بیٹھے رہیں گے) نہیں بلکہ إنا نقاتلك عن يمينك وعن قدامك وعن يسارك یعنی ہم تو آپ کے آگے پیچھے داہنے بائیں لڑیں گے، توفیق بھی خدا نے دی کہ اس کا وعدہ ہے کہ: ﴿ان تنصر الله ينصركم﴾ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے، تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا، تم خدا کی مدد کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ، خدا تمہاری مدد کرے گا، اگر یہ خیال ہو کہ شاید اس وقت دشمن موجودہ زمانہ کی طرح طاقت ور اور مسلح نہ ہوگا تو نہیں، اپنی تاریخ پڑھ لو، ایک جنگ یرموک میں لاکھوں مسلح کافروں سے مقابلہ ہوا، کئی ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے، کہ بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں۔ لوہے کی دیوار بن گئے تھے، ان کے پاس طاقت تھی، مگر مسلمانوں نے ان کی صفوں کو تہس نہس کر دیا تھا۔ اُس وقت اللہ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ رہی۔

تو بھائیو! آپ کا مقام بہت اونچا ہے، ان فتنوں کے دور میں گھبراہٹیں نہیں، صحابہ کرامؓ کی حالت سامنے رکھیں کہ وہ حضور ﷺ کے سچے وارث تھے۔ حضرت خبابؓ کی پینچہ ایک دفعہ تنگی ہو گئی، حضرت عمرؓ موجود تھے دیکھا تو ایسے زخموں کے نشان تھے کہ نہ تیروں کے معلوم ہوتے تھے، نہ نگواریں تھے، بڑے بڑے چھالے اور گڑھے سے بن گئے تھے، وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا مالک میرے اسلام لانے کی وجہ سے مجھ سے کہنے لگا کہ لوگوں پر لٹا دیتا۔ اوپر چند آدمی بٹھا دیتا کہ اٹھ کر بھاگ نہ سکو، اور جسم سے خون اور پانی رس کر جب تک انگاروں کو بچانہ دیتا تب تک مجھے اسی حالت میں رکھا جاتا، انہی حضرت خبابؓ کا سر مبارک دشمن کے ہاتھوں زخمی ہوا، حضور ﷺ سے شکایت کی، حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوا اور فرمایا: اے خباب! تم تو خیر امت میں سے ہو تم سے پہلے تو اسلام کی خاطر لوگوں کو آروں سے چیرا گیا، مگر آف تک نہ کی تمہیں اتنی گھبراہٹ کیوں ہے؟ پھر حضور ﷺ نے فتح کی بشارت دی کہ یہاں سے صنعاء یمن تک ایک عورت اکیلے سونا لئے جا رہی ہوگی، اور اسے کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ یہی بشارت تھی کہ حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضی اللہ عنہم کا دور آگیا۔ ۲۳ سال میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

﴿انا فتحنا لك فتحاً مبيناً﴾ (ہم نے تجھے بہت بڑی فتح دی) کا ظہور ہوا۔ مگر ہم نے اپنے ملک میں وہ جھنڈا جو چودہ سو سال سے لہرا رہا تھا، ۲۳ سال میں سرنگوں کر دیا اور سات کروڑ مسلمانوں کو ہندو کے سپرد کر دیا۔ پھر کہئے کیا ہم بھی وارث ہیں؟ ذاتِ اقدس نبی کریم ﷺ نے اسے لہرایا اور ہمارے سپرد کر کے حکم دیا کہ اب آگے بڑھتے رہو، مگر ہم نے ۲۳ سال میں اسلامی مملکت کا اہم حصہ کافروں کے سپرد کر دیا۔ بھائیو! آج آپ کی یہ تمام کوششیں قابلِ ستائش ہیں، مگر جب مرض کی تشخیص نہ ہوگی اور برائی کی جڑ نہ کاٹیں گے تو علاج کارگر نہیں ہو سکے گا۔ ہسپتال کا رخانہ ترقیاتی منصوبے سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں جزاک اللہ اور بھی ترقی کرتے رہو، مگر ہم دین کے خدام اور آپ حضرات علماء کا مقام اور کام تو یہی ہے کہ حضور ﷺ کے دین کو لے کر امت کی اصلاح و فلاح کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ کہ اسی طریقے پر چل کر ہماری

ترقی ہے۔ سن یصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها اس اُمت کا آخری دور بھی انہی طریقوں سے درست ہوگا جس طرح اگلے دور کی اصلاح ہوئی۔

یہ دو ڈھائی سو علماء کا مجمع اگر اپنے اپنے دیہات میں پھیل کر اصلاح کے کام میں لگ جائے، اور سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں خدا کے خوف کے جذبات ابھاریں کہ رَأْس الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللَّهِ۔ (دائنی کی جڑ اللہ کا خوف ہے) تو کتنی اصلاح ہو سکتی ہے۔ قبل از اسلام عربوں کی زندگی کتنی خراب تھی کہ ہماری موجودہ خرابی بے حساب ہونے کے باوجود دور جاہلیت تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان طریقوں سے جسے حضور ﷺ نے اختیار کیا، اُن کی ایسی اصلاح ہو گئی کہ اس معاشرہ میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ کوئی ماؤزے جگ، کوئی شکسیر اور کوئی کنسن کے پیچھے جاتا ہے، تو جائے، ہمارا ملائی و بلجا تو ذات وحدۃ لا شریک اور ہمارا اسوہ و نمونہ تو اس کا پیغمبر ﷺ اور ایسے ایسے صحابہ کرام ہیں۔ الفرض پہلا فریضہ ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنے دیہات میں پھیل کر دراثمت نبوت کا کام سنبھالیں۔ اس راہ میں کسی چیز کی پروا نہ کریں، نہ طمع و لا لُج ہو اور نہ دنیا مٹ نظر ہو۔ حضور ﷺ نے حق کی آواز بلند کی اور جاتے وقت دنیا پر اسلام کی سلطنت قائم فرمائی مگر دنیا سے رحلت کے وقت زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس چند سیر جو کے عوض گروی ہے۔ انبیاء ہاجر کے طلبہ اگر نہیں ہوتے۔

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجَرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ تمہیں جب علم کی دولت اور عزت حاصل ہے تو اس سے بڑھ کر عزت و دولت کیا ہو سکتی ہے۔ لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں ہے، اس لئے اور چیزوں کو مقصود بنا دیتے ہیں۔ ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلَكِن الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ہمارا فریضہ ہے کہ جذبہ اخلاص و للہیت سے اس قوم کی اصلاح میں لگ جائیں اور جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاقی حسنہ اور احساسِ آخرت کا درس اُمت کو دیں، اسی طرح عملی نمونہ بھی ان تمام باتوں کا امت کو بتلائیں اور دنیا کے کام بھی ایک مثالی نمونہ بن کر ان کے سامنے پیش کریں۔

علماء کو تجارت اور دنیوی کاموں سے بھی نہیں روکا گیا۔ مگر ان کی تجارت بھی کیسی ہوگی؟ امام ابوحنیفہؒ ریشم (خز) کے تاجر تھے۔ ایک بوڑھی عورت آئی، ایک ریشمی چادر خریدی، قیمت پوچھی اور کہا: جس قیمت پر بڑی ہے اس قیمت پر دیدو۔ امامؒ نے فرمایا: چادر رہم۔ بڑھیا حیران رہ گئی اور کہا کہ کیوں ہنسی تسخر کرتے ہیں، اتنی ہلکی قیمت بتلائی۔ فرمایا: نہیں ایسا نہیں۔ میں نے دو چادریں خریدی تھیں، ایک بک گئی اور یہ چادر چادر رہم میں رہ گئی ہے۔ جب تم نے اصل قیمت پر دینا چاہا تو چادر رہم ہی پردوں گا۔

امام بخاری کے ہاں مالی تجارت آیا۔ عصر کے بعد سواگر آگئے اور کہا کہ مرا بھ کر لو۔ ۵ ہزار نفع دینے لگے تھے۔ فرمایا: کل تک رہنے دو، وہ لوگ واپس گئے۔ کل اور مشتری آئے اور دس ہزار نفع پیش کیا اسی مال کا۔ امامؒ نے فرمایا: نہیں دس ہزار نہیں لے سکتا کل شام دو چار تاجر مجھے ۵ ہزار روپیہ منافع دینے لگے تھے۔ گو عقد نہیں ہوا تھا، مگر میرا قلبی میلان دینے کا ہو گیا تھا، تو اب انہیں ۵ ہزار ہی پردوں گا دس ہزار پر نہیں دے سکتا۔ تو یہ ہے عالم کی شان۔

اسی طرح موارِ یث الانبیاء (علم اور علوم نبوت اور سیرتِ طیبہ) کا دقار رکھے صرف اللہ کی رضامند نظر رہے۔ علم کو ذلیل نہ ہونے دیں۔ امام بخاری کو حاکم بخارا دعوت دیتا ہے کہ میرے پاس آ کر مجھے درس دیں، جواب میں کہا کہ یہ علم بڑی اشرف چیز ہے، اس کے پیچھے لوگ آتے ہیں علم کسی کے پیچھے نہیں پھرتا، بادشاہ نے کہا کہ میرے شہزادوں کو ایک اسپیشل کلاس دو جس میں عام لوگ اور پر لسی غریب الدیار طلبہ نہ ہوں فرمایا: یہ حضور کی میراث ہے۔ جنہیں اللہ نے حکم دیا تھا کہ:

﴿وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهًا﴾ ان لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کو روکے رکھو جو صبح شام اللہ کی رضا کے لئے اُسے پکارتے ہیں (اور ذکر و فکر ہی ان کا مشغلہ ہے) تو اس میں یہ تقسیم نہیں کر سکتا۔ امیر بخارا خفا ہو گیا اور بخارا سے جلاوطنی کا حکم صادر کیا۔ امامؑ چلے گئے اور باہر ہی دفن ہوئے، مگر وقار علمی قائم رکھا۔ امام ابوحنیفہؒ ایک طرف دین کی اشاعت میں لگے رہے۔ دوسری طرف درے کھا کھا کر دین کی حفاظت کی۔

بھائیو! ملت کی خیر خواہی ہمارا سب سے اہم فریضہ ہے۔ ہم پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آدمی حاکم چلا گیا ہے۔ اس شرمناک شکست کی وجہ سے جو ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے، مگر بہت سے جاہل اذہان اس حادثہ سے اسلام سے پھرنے لگے ہیں، حالانکہ یہ اسلام کی شکست نہیں تھی۔ ہمیں لوگوں کی اصلاح کرنی ہے، اور لوگوں کے عقائد کو سنبھالا دینا ہے، وہ کتاب اور وہ سنت پھیلائی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اسلاف دنیا و آخرت میں سرخرو ہو گئے۔ اسلام کے اخلاق و اقدار پیش کریں، اسلام کی تجارت اور اسلام کی زراعت پیش کریں، اسلام کا طرز حکومت پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ جو بے حد مہربان ہیں، ایسا ہی رحم فرمادیں گے جیسا انگوں پر فرمایا۔

میری دعا ہے کہ دیہی ترقیاتی اکیڈمی کے ان مساعی کو بھی اللہ تعالیٰ دین و ملک کے لئے مفید بنادے، قومی تعمیر نو بہت بہتر ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کو نئے تمدن اور نئی تہذیب کے سانچوں میں ڈال دیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہونا چاہئے کہ انگریز کے وقت سے لے کر اب تک عیسائیت، مغربیت اور لادینی کے جتنے بھی اثرات پیدا ہوئے ہیں، ان کو مٹا دیا جائے اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کے مطابق فرد اور معاشرہ کی تعمیر کی جائے۔ چودہ سو سال قبل کا دین اپنایا جائے جس کی بدولت ہمیں عزت و کامرانی ملی تھی، اور صحابہؓ نے جس دین کے اخلاق، عقائد، عبادات اور طہارت اور ظاہر و باطن کے ذریعہ امداد و خداوندی کی قوت حاصل کی اور حضور ﷺ نے تو ہماری حالت پر رحم فرماتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ میرے صحابہؓ نے اگر کسی مائورپہ کا دسواں حصہ بھی چھوڑا تو ماخوذ ہوں گے اور ان کے بعد آنے والوں نے اگر مائورپہ کے دسواں حصہ پر بھی عمل کیا، یعنی ۱۰/۱ اور جے کا اخلاص بھی اگر علم میں ہو تو کامیابی کا باعث ہوگا، مطلب نہیں کہ فرائض اور واجبات کے ہتھے چھوڑے، نہیں، بلکہ صحابہؓ کے علم میں دس کے دس حصے اخلاص ضروری تھا، ہم اتنے مخلص نہیں ہو سکتے اور ۱/۱ حصے اخلاص بھی آجائے تو انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین